ضرورتِ مذہب

از

سیّدنا حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد

خلیفۃ المسیح الثانی

ضرورتِ مذہب

(فرمودہ ۵ ؍مارچ ۱۹۲۱ء)

۵ ؍مارچ کو لاہور میں جن طلباء کالج نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی سے ملاقات کی۔ ان کی طرف سے یہ سوال پیش کیا گیا کہ مذہب کی کوئی ضرورت نہیں نہ اس سے کوئی فائدہ ہے۔ ہاں لوگ اگر اس کو بعض ظاہری فوائد حاصل کرنے کے لئے اختیار کرلیں تو بُرا نہیں۔

اس کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا کہ ضرورت دو طرح کی ہوتی ہے (۱) ایک چیز میں ذاتی فوائد انسان کے لئے ہوتے ہیں۔ وہ خیال کرتا ہے کہ مجھے اس کے قبول کرنے میں کچھ فائدہ ہوگا۔ (۲) اپنے نفع کا خیال نہیں ہوتا۔ محض اس چیز کی ذاتی خوبی ہوتی ہے۔ جیسے ماں باپ کا تعلق۔ جوان ہوکر انسان ان کی خدمت کسی فائدہ کے خیال سے نہیں کرتا۔ جو کچھ اُسے لینا ہوتا ہے وہ تو پہلے ہی لے چکتا ہے۔ اس وقت ان کی خدمت کسی فائدہ کے لئے نہیں کی جاتی۔ بلکہ محض ان کے ماں باپ ہونے کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اور بعض باتوں میں اخلاق کا خیال ہوتا ہے۔

اب ہم مذہب کے متعلق دیکھتے ہیں کہ اوّل اس سے ہمیں کیا فائدہ ہے۔ دوم یہ کہ ہمارے لئے اس میں کوئی ذاتی کشش ہے؟ جب ہم یہ دیکھتے ہیں تو مذہب میں یہ دونوں باتیں پاتے ہیں۔ یعنی ایک تو اس میں ہمارے لئے موجودہ اور آئندہ کے فوائد ہیں اور دوسرے اس میں ذاتی دلکشی اور خوبیاں بھی ہیں جن کی وجہ سے مذہب سے محبت ہونی چاہئے۔

مذہب سے لاپروائی کی وجہ

میرے نزدیک مذہب سے لاپروائی کی وجہ یہ ہے کہ مذہب پر غور کرتے ہوئے محدود نظر سے کام لیا جاتا ہے۔ لوگ ایسے کام تو کرتے ہیں۔ جو بظاہر ان کے لئے مال حاصل ہونے کا ذریعہ نظر آتے ہیں لیکن مذہب میں چونکہ یہ بات نظر نہیں آتی اس لئے گو اس کو مانتے ہیں مگر محض اس لئے کہ وہ ماں باپ سے سُنتے ہیں پھر ایسا بھی ہوتا ہے کہ مذہب کے لئے بہت دفعہ ان کو مال قربان کرنا پڑتا ہے اس لئے اس زمانہ میں کہ لوگوں کی طبیعتیں مادیت کی طرف مائل ہیں مذہب سے متنفر ہو جاتے ہیں۔ لیکن اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ مذہب میں فائدہ نہیں۔ بلکہ اصل بات یہ ہے کہ مذہب کو استعمال ہی نہیں کیا جاتا۔ یا اگر استعمال کیا جاتا ہے تو غلط طریق سے۔ پس جب مذہب کو استعمال ہی نہ کریں اور اپنی ناواقفیت اور نادانی سے اسے چھوڑ بیٹھیں تو اس کا فائدہ کیا ہو۔ عقلمندی یہ ہے کہ جس چیز کا فائدہ ثابت ہو اُسے ضرور استعمال کرنا چاہئے۔ دیکھو بہت سی اشیاء تھیں جن کا استعمال کرنا لوگوں نے چھوڑ دیا تھا۔ مگر جب سائنس نے ان کا فائدہ ثابت کر دیا تو ان کو قبول کر لیا گیا۔ چنانچہ ہم طب میں ہی دیکھتے ہیں کہ اسپغول یونانی اطباء مُدتوں سے استعمال کرتے تھے اور پیچش میں مفید بتاتے تھے مگر ڈاکٹروں نے اس کے ان فوائد کا انکار کر دیا۔ لیکن جب ان کو فوائد معلوم ہوئے تو انھوں نے دوبارہ استعمال شروع کر دیا۔

جو لوگ مذہب پر عمل کرتے ہیں مگر ان کے عمل کا نتیجہ اچھا نہیں نکلتا ان کا طریق عمل غلط ہوتا ہے۔ تاہم وہ اگر چھوڑتے ہیں تو کہا جا سکتا ہے کہ اپنی طرف سے کوشش کرنے کے بعد انھوں نے چھوڑا ہے لیکن جو لوگ مذہب کو غلط جان کر اس کا انکار نہیں کر سکتے وہ قابلِ عزت نہیں ہو سکتے۔ اور اگر دیکھا جائے تو ایسے ہی لوگ بکثرت اہلِ مذاہب میں پائے جاتے ہیں۔

طریق استعمال کو دیکھنا چاہئے

پس کسی چیز کے متعلق یہ دیکھنا چاہئے کہ اس کا طریق استعمال تو غلط نہیں۔ اگر صحیح طریق کے باوجود نتیجہ بُرا نکلے تو وہ چیز خراب ہے اور اگر غلط طریق استعمال سے بُرا نتیجہ ہو تو وہ چیز بُری نہیں ہو گی۔ دیکھو کونین موسمی بخار میں مفید ہے۔ لیکن اگر محرقہ بخار میں دیکر اس کی خوبی کا کوئی انکار کرے تو وہ غلطی کرتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں ہمارے ملک میں بہت سی چیزوں کو ردّی سمجھ کر ضائع کیا جاتا تھا، مگر یورپ نے ان سے فوائد اُٹھائے ہیں۔ چنانچہ ہندوستان میں بانس کے جنگل ہوتے ہیں جو کہ ضائع ہی جاتے تھے لیکن یورپ نے بانس سے کاغذ بنایا اور عمدہ طریق سے استعمال کر کے فائدہ اُٹھایا۔

کارخانۂ عالم کا انتظام منتظم کو چاہتا ہے

اب ہم انسان کی حالت پر غور کرتے ہیں کہ کیا یہ ایسا ہے جیسا سمندر میں حباب اور حباب میں مختلف رنگ جو فوراً مِٹ جاتے ہیں۔ پھر اس کے علاوہ اور عالم ہیں دیگر ستاروں کے متعلق تو یقینی تحقیق نہیں مگر MORS (مریخ) کے متعلق خیال ہے کہ اس میں آبادی ہے۔ انسان کے متعلق جب ہم خیال کرتے ہیں تو اس کی پیدائش لغو معلوم نہیں ہوتی اور پھر اس کے لئے جو سامان ہیں وہ کیسے اکمل اور ابلغ ہیں۔ ابھی کچھ عرصہ ہؤا دُمدار ستارے کے متعلق ایک امریکن ہیئت دان نے نتائج کیا تھا کہ وہ زمین سے ٹکرائے گا اور زمین ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیگی۔ اس خیال سے بہت سے لوگوں نے یورپین ملکوں میں خودکُشیاں کرلی تھیں۔ بعض نے کہا کہ ٹکرائے گا نہیں مگر ایسی گیسز پیدا ہونگی جن سے دَم گھُٹ جائیں گے۔ لیکن وہ دن آیا اور گذر گیا۔ معلوم ہؤا وہ ایسے خفیف ذرّے تھے کہ زمین پر ان کا کچھ اثر نہ تھا۔ دیگر ستاروں کے متعلق بھی مانا جاتا ہے کہ جب وہ زمین کے برابر آتے ہیں تو فوراً اپنا رستہ بدل لیتے ہیں۔ پس یہ تغیرات بتاتے ہیں کہ اتفاقی نہیں بلکہ کوئی ہستی ہے جو اپنے ارادے کے ماتحت تغیرات کرتی ہے۔ فرض کرو کوئی اینٹ گری پڑی ہو۔ اس کے متعلق خیال کیا جا سکتا ہے کہ اتفاقاً گر گئی ہے، ہَوا نے گرا دی۔ مگر عمارت کے متعلق یہ نہیں کہا جائیگا کہ اتفاقاً تیار ہو گئی ہے۔ یا اگر کہیں سیاہی گر جائے تو ممکن ہے کہ اس سے آنکھ کی سی شکل بن جائے۔ مگر یہ ممکن نہیں کہ آنکھ بنے۔ ناک چہرہ اور انسان کی مکمل تصویر سیاہی گرنے سے ہی بنے اور پھر انسان کے غم یا خوشی کی علامات بھی اس سے ظاہر ہوں۔ اگر انسان کی ایسی تصویر ہوگی تو اس سے پتہ لگے گا کہ کسی ہوشیار مصور کی کاریگری ہے۔

اب دیکھو آنکھ پیدا کی گئی ہے تو اس کے لئے لاکھوں کوس کے فاصلہ پر سُورج بنایا گیا ہے۔ اسی طرح معدہ بنایا گیا ہے تو وہ چیزیں بھی بنائی گئی ہیں جن سے وہ پُر ہوتا ہے۔ ان انتظامات سے پتہ چلتا ہے کہ ایک مدبر بالا رادہ ہستی کے ماتحت یہ کارخانہ اپنا کام کر رہا ہے اور یہ اتفاق نہیں ہے۔ پس دنیا کی تدوین بتاتی ہے کہ اس کا پیدا کرنیوالا کوئی ہے اور پیدا کرنے میں اس کی کوئی غرض ہے یہ نہیں ہوسکتا کہ اس نے پیدا کر کے یونہی چھوڑ دیا۔ اتفاق کے معنی ہوتے ہیں جس کام میں سلسلہ نہ ہو لیکن جس میں سلسلہ ہو وہ اتفاق نہیں کہلاتا۔

مذہب کی ضرورت کا احساس کس طرح ہوسکتا ہے

پس انسان کی پیدائش کی غرض ہے اور مذہب انسان کے فائدے کے لئے ہے مگر بہت سے فوائد محسوس نہیں ہوتے۔ مثلاً جب ریل نہ تھی تو ہمیں اس کی ضرورت بھی

محسوس نہ ہوتی تھی لیکن آج جب ریل آگئی ہے تو جس گورنمنٹ میں نہ ہو اس پر اعتراض ہوتا ہے کہ یہ ضرورت کی چیز اس میں نہیں یا ڈاک کا جب ایسا انتظام نہ تھا تو اس کی ضرورت بھی محسوس نہ ہوتی تھی مگر جب ہؤا تو جہاں نہ ہو وہاں اعتراض ہوتا ہے۔ اسی طرح جب تک خدا نہیں ملتا۔ اس وقت تک اس کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ لیکن جب مل جائے۔ تو پھر انکار نہیں ہو سکتا اور انسان اس کے بغیر اپنی زندگی کو اچھی طرح نہیں گذار سکتا۔ پس مذہب کی ضرورت کا سوال خدا کی ہستی سے وابستہ ہے اگر خدا ہے تو مذہب کی بھی ضرورت ہے۔

خدا کی ہستی کا ثبوت

اب سوال ہوتا ہے کہ خدا کا کیا ثبوت ہے اور اگر ہے تو اس کا ہم پر کیا اثر پڑتا ہے کیونکہ یہ بات مُسلّمہ ہے کہ ہر چیز کا اثر لازمی ہے۔ اور خدا کا بھی اثر ہونا چاہئے۔ چنانچہ ایک امریکن سائنس دان نے لکھا تھا کہ اگر خدا ہے تو اس کو ماں باپ سے زیادہ مہربان ہونے کے باعث ہم پر ماں باپ سے زیادہ مہربانی کا اظہار کرنا چاہئے۔ وہ ہم سے بولے۔ یہ اس کا صحیح فطرتی مطالبہ تھا۔ پس اگر خدا ہے اور اس نے ہمیں پیدا کیا ہے تو ہمیں اس کا ثبوت بھی ملنا چاہئے ورنہ اگر اس کا ہم سے تعلق نہیں تو اس کی عبادت بے معنی بات ہوگی لیکن یہ واقعہ ہے اور جیسا کہ مَیں پہلے بتا چکا ہوں خدا ہے اور ایسا ہے جو اپنے ساتھ تعلق رکھنے والوں کو انعام دیتا اور جو اس کی نافرمانی کرتے ہیں ان کو سزا دیتا ہے۔ وہ اپنی صفات کا اظہار کرتا ہے۔ گونگا نہیں۔ وہ اپنے بندوں کو اپنی رضا کی راہیں بتاتا ہے۔

جس قدر مذاہب ہیں وہ بتاتے ہیں کہ ان کے بانیوں سے خدا نے مکالمہ کیا۔ سکھ اپنے گوروؤں کو پیش کرتے ہیں۔ اور دیگر مذاہب والے اپنے بزرگوں کو۔ مگر سب اپنے گذشتہ بزرگوں کو پیش کرتے ہیں۔ مسلمان بھی مانتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خدا نے کلام کیا اور مسلمان مانتے رہے ہیں کہ خدا اپنے پیاروں سے باتیں کرتا ہے مگر تھوڑے عرصہ سے ان میں یہ غلطی آگئی ہے کہ انھوں نے سمجھ لیا خدا نے اب بولنا چھوڑ دیا ہے۔

اسلام کی فضیلت دیگر مذاہب پر

سب مذاہب کے پیروؤں کا اپنے مذہب کی ابتداء میں ماننا کہ خدا کلام کرتا تھا اور اب اس سے انکار کرنا بتاتا ہے کہ وہ مذاہب اپنی اصلی حالت پر نہیں رہے۔ لیکن اسلام اب بھی وہ بات پیش کرتا ہے جو مذہب کا مغز اور تمام مذاہب کا طُغرائے امتیاز رہا ہے یعنی مکالمہ الٰہیہ۔ چنانچہ اس زمانہ میں حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ خدا نے اپنا کلام دُنیا میں پیش کیا اور آپ کے بعد بھی یہ سلسلہ بند نہیں ہؤا۔ بلکہ

خدا کے فضل سے جاری ہے۔

مکالمہ الٰہیہ کی ایک مثال

مَیں اپنا واقعہ پیش کرتا ہوں ابھی تھوڑا عرصہ ہؤا ایک ڈاکٹر مطلوب خان جو کالج سے عراق میں بھیجے گئے تھے ان کے متعلق ان کے ساتھیوں کی طرف سے اور سرکاری طور پر خبر آئی کہ وہ فوت ہو گیا ہے۔ ان کے والد اس خبر سے تھوڑا عرصہ پہلے قادیان آئے تھے جو بہت بوڑھے تھے۔ مجھے خیال تھا کہ مطلوب خان اپنے باپ کا اکیلا بیٹا ہے۔ بعد میں معلوم ہؤا وہ سات بھائی ہیں۔ ماں باپ کا ایک بیٹا ہونے کے خیال سے اور اس کے باپ کے بوڑھا ہونے پر مجھے قلق ہؤا۔ اِدھر ہمارے میڈیکل سکول کے لڑکوں کو جب اس کی موت کا حال معلوم ہؤا تو انہوں نے کہا کہ وہ ملٹری خدمات کرنے سے انکار کر دینگے مجھے لڑکوں میں بے ہمتی پیدا ہونے کے خیال سے بھی قلق ہؤا۔ اس پر مَیں نے دُعا کی اور مجھے رؤیا میں بتایا گیا کہ گھبراؤ نہیں وہ زندہ ہے۔ مَیں نے صبح کے وقت اپنے بھائی کو یہ بتایا اور انھوں نے اس کے رشتہ دار کو بتایا اور یہ خبر عام ہو گئی۔ اس سے کچھ دنوں کے بعد خبر آئی کہ وہ زندہ ہے دشمن کے قبضہ میں آگیا تھا۔ غلطی سے مُردہ سمجھ لیا گیا۔

کیا انسانی دماغ اس خبر کو وضع کر سکتا تھا اگر دماغی اثرات کے ماتحت اس خبر کو رکھا جائے تو ایسا ہو نہیں سکتا۔ کیونکہ دماغ خیالات کے اُلٹ نہیں دکھایا کرتا۔ حالات اور خیالات کے خلاف کسی امر کا رؤیا میں معلوم ہونا اور پھر اس کا پُورا ہو جانا یہ ثبوت ہے اس بات کا کہ جن بندوں کا خدا سے تعلق ہوتا ہے ان کو خدا خود باتیں بتاتا ہے اور غم و فکر سے انہیں نجات دیتا ہے میرے دل کو جو اس خبر سے صدمہ ہؤا تھا وہ میرے خدا نے اس طرح دُور کر دیا اور ہماری جماعت میں سینکڑوں ایسے آدمی ہیں جن سے خدا باتیں کرتا ہے اور ان کو عزت دیتا اور ان کے مخالفوں کو ذلت پہنچاتا ہے اور پہلے مدد کا وعدہ کر کے پھر ایفاء کرتا ہے ایسے لوگوں کی اگر ساری دنیا بھی مخالف ہو جائے تو ناکام رہتی ہے اور وہ کامیاب ہوتے ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئیاں خدا کی ہستی کا ثبوت ہے

حضرت مسیح موعودؑ نے جب دعویٰ کیا کہ مَیں خدا کی طرف سے ہوں اور خدا مجھ سے کلام کرتا ہے تو اپنے بیگانے سب آپ کے مخالف ہو گئے۔ اسی لاہور میں آپ پر پتھر پھینکے گئے۔ امرتسر میں ایک موقع پر عوام نے کثرت سے پتھر مارے۔ پھر پادریوں نے آپ پر اقدامِ قتل کے مقدمے کرائے اور سب نے ملکر آپ کے خلاف زور لگایا۔ لیکن خدا نے آپ کو ان فتنوں کے متعلق

قبل از وقت اطلاع دے دی تھی کہ یہ سب فتنے دُور ہو جائیں گے اور کوئی نقصان نہ پہنچائیں گے۔ چنانچہ خدا کے فضل سے اسی طرح ہؤا۔ دُنیا آپ کی جماعت کو مٹانا چاہتی تھی مگر کچھ نہ کر سکی اور آپکی جماعت دن بدن بڑھتی گئی۔ آپ نے کہا کہ مَیں ایک معمولی آدمی ہوں کوئی دنیاوی عزت و وجاہت نہیں رکھتا طاقت وشوکت نہیں رکھتا لیکن خدا نے مجھے بتایا ہے کہ مجھے عزت ملے گی اور تمام دُنیا میں میرے ماننے والے پھیل جائیں گے۔ اب دیکھ لو یہ بات کس طرح پوری ہو رہی ہے۔

اسی طرح آپ کو خبر ملی۔ طاعون آئے گی اور ملک میں پھیلے گی اور قادیان میں بھی آئیگی مگر میرا مکان محفوظ رہے گا چنانچہ اس مکان کے اردگرد طاعون پڑی مگر اس مکان کو ہمیشہ خدا نے محفوظ رکھا۔ یہ تو اس دُنیا کے فوائد ہیں جو مذہب کے ذریعہ حاصل ہوتے ہیں اور آخرت کے فوائد بے شمار اور بے اندازہ ہیں اور اس دُنیا کے بعد اسی طرح حاصل ہوتے ہیں جیسے آپ لوگ اب اس لئے پڑھتے ہیں کہ آئندہ فائدہ اُٹھائیں یہ نہیں کہ آپ کا اب پڑھنا وقت کا ضائع کرنا ہے۔ پس ظاہر ہے کہ مذہب کی ضرورت ہے اور اگر صحیح طریق سے جو اسلام بتاتا ہے اس پر عمل کیا جائے تو خدا مل جاتا ہے اور اس دُنیا میں بھی جو خدا سے تعلق رکھتا ہے وہ فائدہ اُٹھاتا ہے۔ آئندہ بھی اس کو انعام ملیں گے۔

دوسری بات کسی چیز کے متعلق اس کی ذاتی خوبیاں ہیں۔ سو ہمارا دعویٰ ہے کہ اسلام میں ذاتی خوبیاں بھی اتنی اور ایسی ہیں جو اور کسی مذہب میں نہیں پائی جاتیں۔ اس وقت مسلمان کہلانے والوں کے اعمال کے جو بُرے نتائج نکل رہے ہیں ان کی وجہ سے اسلام پر الزام نہیں آسکتا۔ کیونکہ اسلام کے بتائے ہوئے طریق کے خلاف چلنے سے ایسا ہو رہا ہے۔ اس کے بعد حسب ذیل سوالات ہوئے۔

اوّل یہ کہ دیگر مذاہب میں بھی بعض ایسے لوگ پائے جاتے ہیں جو پیشگوئیاں کرتے ہیں۔ پھر اسلام کی یہ خصوصیت نہ رہی۔

دوم حضرت مرزا صاحب کے سلسلہ کا پھیلنا ان کی صداقت کا ثبوت نہیں۔ کیونکہ رُوس میں لینن کو بھی بڑی کامیابی ہوئی ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ اور دوسرے لوگوں کی پیشگوئیوں میں فرق

حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا۔ پہلے سوال کا جواب یہ ہے کہ اگرچہ بعض مذاہب کے لوگ پیشگوئی کے منکر ہیں مگر کبھی کبھی لوگ پیشگوئیاں شائع کرتے رہتے ہیں لیکن وہ یہ نہیں کہتے کہ یہ ہمارے مذہب کی تعلیم اور خصوصیت ہے بلکہ وہ کہتے ہیں کہ ہمارا علم یہ کہتا ہے۔ تمام منجم یہی کہتے ہیں کہ ہم اپنے علم کی بناء پر پیشگوئی کرتے ہیں خدا کی طرف سے نہیں کہتے یورپ

کے جو لوگ اس علم کے ماہر ہیں وہ اپنے آپ کو کسی مذہب کا قائمقام نہیں بتاتے۔ بلکہ پیشگوئی کرنے کو نتیجہ علم بتاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جو اس طرح مشق کرے گا اور اس علم کو جان لے گا وہ خواہ کوئی بھی ہو اور کسی بھی مذہب کا ہو پیشگوئی کر سکے گا۔

پھر ایسے لوگ جو پیشگوئیاں کرتے ہیں اور جو پوری ہو جاتی ہیں وہ ایسی ہوتی ہیں جن کے حالات پیدا شدہ ہوتے ہیں۔ مثلاً ایک طالب علم روز پڑھتا ہے۔ بہت ہی ہوشیار ہے اس کا واقف آکر کہتا ہے کہ یہ پاس ہو جائیگا اور وہ پاس ہو بھی جائے تو یہ کوئی بڑی بات نہیں۔ یہ قیاس ہے اور قیاس بھی بعض اوقات درست ہوتا ہے۔ لیکن ایک ایسی بات جس کے حالات پیدا شدہ نہ ہوں۔ بلکہ مخالف ہوں۔ مثلاً ایک ایسا لڑکا جو اسکول نہ جاتا ہو۔ اس کے متعلق کہا جائے کہ پاس ہوگا اور وہ پاس ہو جائے تو یہ پیشگوئی ہوگی پھر ایک خبر کے دو یا تین یا چار پہلو ہوں مگر اس کا ایک پہلو معیّن کر دیا جائے اور وہی پورا ہو تو یہ پیشگوئی ہوگی اور بعض دفعہ پیشگوئی میں سینکڑوں پہلو بھی ہو سکتے ہیں مثلاً سو آدمی دوڑیں اور ایک کے متعلق کہا جائے کہ وہ سب سے آگے نکلے گا اور وہ نکل بھی جائے تو یہ ایسی پیشگوئی پوری ہوگی جس کے سو پہلو تھے۔ منجم جو پیشگوئی کرتے ہیں اس کے پہلو نہیں ہوتے اور وہ اپنے متعلق بھی نہیں بتا سکتے کہ اس خبر کے پورا ہونے کا ان پر کیا اثر ہوگا بسا اوقات وہ زلزلہ کی خبر دیتے ہیں۔ یا بیماری کی خبر دیتے ہیں۔ مگر خود بھی اسی کے ذریعہ ہلاک ہو جاتے ہیں۔ لیکن انبیاء کی پیشگوئی میں یہ بات نہیں ہوتی۔ وہ مخالف حالات میں ہوتی ہے اور اس کے بہت سے پہلو ہوتے ہیں۔ اور اس میں ایک شوکت پائی جاتی ہے اور حاکمانہ اقتدار ہوتا ہے۔ مثال کے لئے حضرت مسیح موعودؑ کی بنگال کے متعلق پیشگوئی دیکھئے تقسیم بنگال کے متعلق جب پارلیمنٹ فیصلہ کر چکی تھی کہ بحال رہیگی اور بنگالی مایوس ہو چکے تھے۔ تو اس وقت حضرت مسیح موعودؑ نے خدا تعالےٰ سے علم پاکر خبر دی کہ "پہلے بنگالہ کی نسبت جو کچھ حکم جاری کیا گیا تھا اب ان کی دلجوئی ہوگی"۔ اس خبر کو بنگالیوں نے اس قدر حیرت اور استعجاب سے سُنا کہ ایک بنگالی اخبار نے لکھا گورنمنٹ تو بار بار کہہ رہی ہے کہ جو حکم جاری کیا گیا ہے وہ فیصل شدہ ہے اور اس میں اب کسی قسم کی ترمیم نہیں ہو سکتی لیکن پنجاب سے ایک پاگل کی آواز آتی ہے کہ اس کے متعلق بنگالیوں کی دلجوئی ہوگی مگر باوجود ان فیصلوں کے خدا کا جو منشاء تھا وہ پورا ہوُا۔ اور بنگالیوں کی دلجوئی کے لئے اس حکم میں

---

[۵] تذکرہ صفحہ ۵۹۶ - ایڈیشن چہارم

ترمیم کی گئی۔ پھر بعض دفعہ پیشگوئی میں کئی مرکّب پہلو ہوتے ہیں۔ مثلاً حضرت مولوی نورالدین صاحب کا جب ایک لڑکا فوت ہؤا تو مخالفوں نے اس پر ہنسی اُڑائی۔ اس وقت حضرت مسیح موعودؑ نے خُدا سے علم پاکر پیشگوئی کی کہ مولوی صاحب کے ہاں ایک لڑکا ہوگا جو تیرہ تا اٹھارہ سال کی عمر کو پہنچے گا۔ چنانچہ غلام کا لفظ اس کے لئے آیا تھا۔ پھر وہ موٹا ہوگا۔ آنکھیں اس کی بڑی بڑی ہونگی۔ خوش رنگ ہوگا۔ اس کی ٹانگوں پر پھوڑوں کے نشان ہونگے۔ اس وقت مولوی صاحب کی عمر قریباً ساٹھ سال کی تھی۔ اس لئے ایک تو اس میں مولوی صاحب کی عمر کی پیشگوئی تھی۔ دوسرے بچے نہیں بچتے تھے اور کمزور ہوتے تھے۔ اس کے خلاف بتایا گیا کہ وہ زندہ رہیگا اور برخلاف دوسروں کے مضبوط ہوگا چنانچہ وہ بچہ ہؤا۔ اور جس قدر علامات بتائی گئی تھیں۔ وہ ساری اس میں پائی گئیں۔ پھر آپ نے زلزلہ کی پیشگوئی کی اور فرمایا کہ میری جماعت کی اس سے ترقی ہوگی۔ اس زلزلہ سے دھرم سالہ میں تباہی پڑی۔ وہاں ایک احمدی پر جھوٹا مقدمہ تھا جو حضرت مسیح موعودؑ کو دُعا کیلئے لکھا کرتا تھا اور آپ اس کیلئے دُعا فرماتے تھے۔ جب زلزلہ آیا تو مجسٹریٹ، وکیل، مدعی سب دب کر مرگئے مگر احمدی کو کوئی نقصان نہ پہنچا۔ کیا یہ خدا کا تصرف نہیں تھا اور یہ کہنا کہ فلاں نے بھی چونکہ ترقی کی ہے۔ اس لئے حضرت مرزا صاحبؑ کی ترقی ان کی صداقت کی علامت نہیں غلطی ہے۔ کیونکہ اگر کسی اور نے ترقی کی ہے تو اس کا قبل از ترقی دعویٰ نہ تھا کہ مجھے کامیابی حاصل ہوگی اگر وہ کامیاب نہ ہوتا تو اس کی ذات پر کوئی اثر نہ پڑتا۔ لیکن حضرت مرزا صاحب کا تو قبل از وقت دعویٰ موجود ہے اور اس کے مطابق آپ کو ترقی حاصل ہوئی ہے۔ حضرت مرزا صاحب کے مقابلہ میں دوسرے لوگوں کی ایسی مثال ہے جیسے چند لڑکے دوڑیں۔ ان میں سے کسی نے تو آگے نکلنا ہی ہے مگر حضرت مرزا صاحب کی مثال ایسی ہے جیسے دوڑنے والوں میں ایک کہے میں سب سے آگے بڑھ جاؤنگا اور اپنے خلاف حالات ہونے کے باوجود وہ آگے بڑھ جائے اس کی مثال یہ ہے کہ حضرت صاحب کی لاہور کے جلسہ مہوتسو میں تقریر پڑھی گئی جس کے متعلق قبل از وقت آپ نے اشتہار کے ذریعہ اعلان کر دیا تھا کہ میرا مضمون سب سے بالا رہیگا چنانچہ جس قدر مضمون اس جلسہ میں پڑھے گئے ان سے بالا رہا۔ اور مخالفین نے اس بات کا اعتراف کیا۔ کیا یہ کسی کے اختیار میں ہے کہ اس طرح اعلان کر سکے۔ انسان کیسے تجویز کر سکتا ہے کہ سب مذاہب کے وکیل میرے مقابلہ میں کچھ نہیں کر سکیں گے۔

(الفضل ۱۴؍ مارچ ۱۹۲۱ء)

◎